| Barelvi Mazhab Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بریلویوں کا حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر جہالت کا فتوی (نعوذ باللہ)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری قرآن کے تقابلی جائزہ نامی اپنے رسالے کے صفحہ نمبر ۹۷ پر حکیم الامتؒ اور شیخ الہندؒ کے ترجموں پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سورہ بلد کی آیت نمبر ۱۰ وهديناه النجدين کا ترجمہ خیر وشر کرنا جو حکیم الامتؒ اور شیخ الہندؒ نے کیا ہے بالکل غلط ہے اور یہ نجد کے معنی سے جہالت کی بنیاد پر کیا ہے جبکہ اس سے مراد ابھرا ہوا یعنی ماں کے پستان ہیں۔ (اصل سکین نیچے ملاحظہ فرمائیں)۔

لیکن بریلوی ملاں کا یہ اعتراض صرف حکیم الامتؒ اور شیخ الہندؒ پر نہیں بلکہ براہ راست نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ پر ہے اور محض اپنی جہالت اور علمائے دیوبند سے بغض کی بناء پر اس شخص نے اس قسم کی ہفوات کہی ہیں۔ حکیم الامتؒ اور شیخ الہندؒ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بالکل درست ہے ہم ابھی ثابت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی اس آیت سے مراد: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جن کو قرآن فہمی کی دعا خود حضور ﷺ نے دی وہ فرماتے ہیں کہ و هديناه النجدين قال الخير و الشر (تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۴۰۴) اس مراد خیر اور شر ہے۔

حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و عکرمہ تابعیؒ کی اس آیت سے مراد: اسی تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہے کہ كذا روى عن علي و ابن عباس و مجاهد و عكرمة (تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۴۰۴) اور اسی طرح روایت یہی تفسیر حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور عکرمہؒ سے روایت کی گئی ہے۔۔۔ جناب فتوی لگائیں کیا ابن مسعود حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ جیسے صحابہ کرام اور حضرت مجاہدؒ اور حضرت عکرمہؒ جیسے تابعین کرام آپ کے نزدیک "نجد" کا معنی نہ جانتے تھے؟؟ اور کیا وہ اس سے جاہل تھے (العیاذ باللہ) کچھ تو سوچ سمجھ کر بات کیا کریں۔۔؟؟ بتائے اس فتوے میں صرف اکابر دیوبند ہی آتے ہیں یا یہ اکابر بھی۔۔ اب ذرا دل تھام کر رکھئے کیوں کہ یہی معنی ہم حضور ﷺ کی حدیث سے ثابت کرنے چلیں ہیں۔۔

اکابر دیوبند کا ترجمہ امام الانبیا ﷺ کے قول کے عین مطابق

قال ابن جرير۔۔ قال ذكر لنا ان نبي الله ﷺ كا ن يقول ايها الناس **النجدان نجد الخير و نجد الشر**۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۰۵ ج ۸)۔

ابن جریرؒ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا رہے تھے کہ اے لوگوں دو گھاٹیوں سے مراد خیر اور شر کی گھاٹی ہے۔

اللہ اکبر یہ ہے ان اکابر کی زندہ جاوید کرامت، کوئی پوچھے اس بریلوی ملاں سے کہ کیا حضور ﷺ بھی "نجد" کے معنی سے ناواقف تھے۔۔؟؟ تو اسفا دو ٹکے کے ملاں کو تو نجد کا معنی معلوم اور امام الانبیا ﷺ جو معنی بیان کریں وہ ان کے نزدیک نجد کے معنی اور قرآنی اسلوب سے ناواقفی ہے۔۔ اگر ہمیں بھی رضاخانیوں کی طرح ٹکے ٹکے فتوی لگانے کا شوق ہوتا تم ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ العیاذ باللہ حضور ﷺ کو قرآن سے جاہل کہہ دیا بریلوی ملاں اور رضاخان کو حضور ﷺ سے زیادہ قرآن کا علم ہے کافر ہے کافر ہے جو نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔۔ لیکن ہم ایسی منطق سے بیزار ہیں جس کا ہر نتیجہ کفر پر آکر ٹوٹے۔ اللہ پاک ان دشمنان دین اور دشمنان رسول ﷺ کو ہدایت دے۔ جنھوں نے رسول خدا ﷺ کی توہین کو اپنا پیشہ بنالیا ہے۔

وقال ابن زيد : ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ﴾ قال : آدم خلق في السماء ، فَسُمي ذلك الكَبَد. واختار ابن جرير أن المراد [بذلك] (١) مكابدة الأمور ومشاقها .

وقوله : ﴿ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴾ : قال الحسن البصري : يعني أيحسب أن لن يقدر عليه أحد يأخذ ماله .

وقال قتادة : ﴿ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴾ قال : ابن آدم يظن أن لن يُسأل عن هذا المال : من أين اكتسبه ؟ وأين أنفقه ؟

وقال السدي : ﴿ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴾ قال : الله عز وجل .

وقوله : ﴿ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالاً لُّبَدًا ﴾ أي : يقول ابن آدم : أنفقت مالا لبدا ، أي : كثيرا . قاله مجاهد [والحسن] (٢) ، وقتادة ، والسدي ، وغيرهم .

﴿ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ﴾ : قال مجاهد : أي أيحسب أن لم يره الله عز وجل . وكذا قال غيره من السلف .

وقوله : ﴿ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ﴾ أي : يبصر بهما ، ﴿ وَلِسَانًا ﴾ أي : ينطق به ، فيُعبر عما في ضميره ، ﴿ وَشَفَتَيْنِ (٣) ﴾ يستعين بهما على الكلام وأكل الطعام ، وجمالاً لوجهه وفمه .

وقد روى الحافظ ابن عساكر في ترجمة أبي الربيع الدمشقي ، عن مكحول قال: قال النبي ﷺ: « يقول الله تعالى : يا ابن آدم ، قد أنعمت عليك نعماً عظاماً لا تحصى عددها ولا تطيق شكرها ، وإن مما أنعمت عليك أن جعلت لك عينين تنظر بهما ، وجعلت لهما غطاءً ، فانظر بعينيك إلى ما أحللت لك ، وإن رأيت ما حرمت عليك فأطبق عليهما غطاءهما . وجعلت لك لسانا ، وجعلت له غلافا ، فانطق بما أمرتك وأحللتُ لك ، فإن عَرَض لك ما حرمت عليك فأغلق عليك لسانك . وجعلت لك فرجا ، وجعلت لك سترا ، فأصب بفرجك ما أحللت لك ، فإن عَرَض لك ما حرمت عليك فأرْخِ عليك سترك . يا ابن آدم ، إنك لا تحمل سخطي ، ولا تطيق انتقامي » (٤) .

﴿ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴾ : قال سفيان الثوري، عن عاصم، عن زرّ، عن عبد الله ــ هو ابن مسعود ــ: ﴿ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴾ قال : الخير والشر . وكذا رُوي عن علي ، وابن عباس ، ومجاهد، وعكرمة ، وأبي وائل ، وأبي صالح ، ومحمد بن كعب ، والضحاك ، وعطاء الخراساني في آخرين .

وقال عبد الله بن وهب : أخبرني ابن لهيعة ، عن يزيد بن أبي حبيب ، عن سنان بن سعد ، عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله ﷺ : « هما نجدان ، فما جعل نجد الشر أحب إليكم من نجد الخير » (٥) .

---

(١) زيادة من م .
(٢) زيادة من م ، أ .
(٣) في م : ﴿ ولسانا وشفتين ﴾ .
(٤) تاريخ دمشق (١٩/٤٦ « المخطوط ») .
(٥) ورواه ابن عدي في الكامل (٣/٣٥٦) من طريق ابن وهب .

تفرد به سنان بن سعد ـ ويقال : سعد بن سنان ـ وقد وثقه ابن معين . وقال الإمام أحمد والنسائي والجوزجاني : منكر الحديث . وقال أحمد : تركت حديثه لاضطرابه . وروى خمسة عشر حديثا منكرة كلها ، ما أعرف منها حديثا واحدا . يشبه حديثه حديثَ الحسن ـ يعني البصري ـ لا يشبه حديثَ أنس .

وقال ابن جرير : حدثني يعقوب ، حدثنا ابن عُلَيَّة ، عن أبي رجاء قال : سمعت الحسن يقول: ﴿ وهديناه النجدين ﴾ قال : ذكر لنا أن نبي الله ﷺ كان يقول : « يا أيها الناس ، إنهما النجدان ، نجد الخير ونجد الشر ، فما جعل نجد الشر أحب إليكم من نجد الخير »[1] .

وكذا رواه حبيب بن الشهيد ، ويونس بن عبيد ، وأبو وهب ، عن الحسن مرسلا . وهكذا أرسله قتادة .

وقال ابن أبي حاتم : حدثنا أحمد بن عصام الأنصاري ، حدثنا أبو أحمد الزبيري ، حدثنا عيسى ابن عقال[2] ، عن أبيه ، عن ابن عباس في قوله : ﴿ وهديناه النجدين ﴾ قال : الثديين .

وروي عن الربيع بن خُثَيم[3] ، وقتادة وأبي[4] حازم ، مثل ذلك . ورواه ابن جرير عن أبي كُرَيب ، عن وكيع ، عن عيسى بن عقال ، به . ثم قال : والصواب القول الأول .

ونظير هذه الآية قوله : ﴿ إنا خلقنا الإنسان من نطفة أمشاج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا . إنا هديناه السبيل إما شاكرا وإما كفورا ﴾ [الإنسان: ٢، ٣].

﴿ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (١١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ (١٢) فَكُّ رَقَبَةٍ (١٣) أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ (١٤) يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (١٥) أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ (١٦) ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (١٧) أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (١٨) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (١٩) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ (٢٠) ﴾

قال ابن جرير : حدثني عمر بن إسماعيل بن مجالد ، حدثنا عبد الله بن إدريس ، عن أبيه ، عن عطية ، عن ابن عمر في قوله : ﴿ فلا اقتحم العقبة ﴾ قال : جبل في جهنم .

وقال كعب الأحبار : ﴿ فلا اقتحم العقبة ﴾ : هو سبعون درجة في جهنم . وقال الحسن البصري: ﴿ فلا اقتحم العقبة ﴾ ، قال: عقبة في جهنم . وقال قتادة : إنها قحمة شديدة فاقتحموها بطاعة الله عز وجل . وقال قتادة[5] : ﴿ وما أدراك ما العقبة ﴾ . ثم أخبر عن اقتحامها فقال: ﴿ فك رقبة . أو إطعام ﴾ .

---

(١) تفسير الطبري (١٢٨/٣٠) .

(٢) في أ : « عفان » . (٣) في أ : « خيثم » . (٤) في م : « وابن » .

(٥) في جميع النسخ : « وقال قتادة : وقوله ﴿ وما أدراك ما العقبة ﴾». وحذفنا « وقوله » ليستقيم المعنى. مستفادا من هامش ط . الشعب .
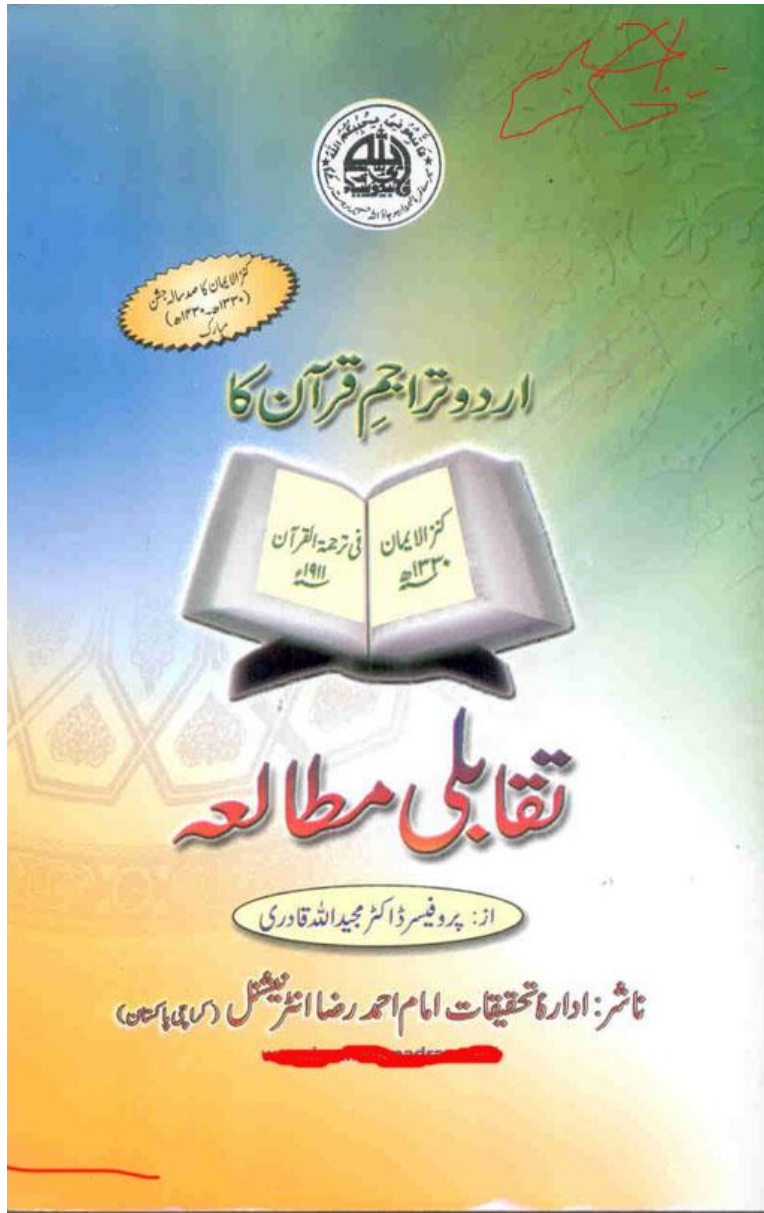
أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ O وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ O وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ O

(البلد: ۸ تا ۱۰)

ترجمہ: ''کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں۔ اور زبان اور دو ہونٹ۔ اور اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی۔'' (کنز الایمان)

اب ملاحظہ کریں مولوی اشرفعلی اور محمود الحسن دیوبندی کے تراجم، سورۃ البلد کے حوالے سے:

☆ ''کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں۔ اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے۔ اور (پھر) ہم نے ان کو دونوں دونوں رستے (خیر وشر کے) بتلا دیے۔'' (مولوی اشرفعلی تھانوی)

☆ ''بھلا ہم نے نہیں دیں اس کو دو آنکھیں۔ اور زبان اور دو ہونٹ۔ اور دکھلا دیں اس کو دو گھاٹیاں۔'' (مولوی محمود الحسن دیوبندی)

قارئین کرام! یہ دونوں مترجم لفظ ''نجد'' کے معنی کو نہیں پا سکے جس کے باعث ترجمہ بھی غلط کر دیا اور سورۃ البلد کے استفہام کی لذت بھی مسخ ہو گئی۔ مولوی اشرفعلی نے ''نجد'' کے معنی خیر وشر کے رستے بتا دیے جبکہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے ''النجد'' کے معنی دو گھاٹیاں (وادیاں) بتا دیں۔ آپ آیات دوبارہ پڑھیں کہ یہ آیات انسان کے کس وقت کی نشاندہی کر رہی ہیں اور نجد کے اصل معنی کیا ہیں۔ آیات بتا رہی ہیں کہ اس کو اللہ نے دو آنکھیں دیں، ایک زبان اور دو ہونٹ، اگلی آیت میں راہ کا تعین ہے اور وہ ہے دو ابھری ہوئی جگہیں۔ یہ اصل میں اشارہ ہے اس گود کے بچے کی طرف کہ جب وہ اپنے ان دو ہونٹوں سے ماں کے سینے پر دو ابھری جگہوں میں اپنی غذا کی راہ پاتا ہے۔ ماں کا یہ پستان گھاٹیاں نہیں ہیں اور نہ ہی خیر وشر کے دو راستے بلکہ یہ اس کے سینے پر دو ابھری چیزیں ہیں جس کو ہم پستان کہتے ہیں اور عربی میں لفظ ''نجد'' کے معنی ہی بلند جگہ کے ہیں اور عربی میں Plateu یعنی ابھری ہوئی زمین کو نجد کہتے ہیں۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ امام احمد رضا ترجمہ کرتے وقت ایک ایک بات